میں پروفیسر رہے اور اب دھر سالہا سال سے احمد آباد میں گجرات اکاڈمی سے وابستہ تھے۔ مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھانجہ یا بھتیجے تھے اور یوں بھی صورۃً و سیرۃً سید صاحب سے اس درجہ مشابہ تھے کہ ۵۵ء میں اپنی صاحبزادی کی شادی کے سلسلہ میں کلکتہ آئے اور پہلے سے کسی اطلاع کے بغیر اچانک راقم الحروف سے ملنے کی غرض سے دفتر میں تشریف لے آئے تو مرحوم کو دیکھ کر سید صاحب کی شکل و صورت کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا۔ اور بے قرار کر گیا، یہ بالکل پہلی ملاقات تھی مگر وہی بزرگانہ شفقت و محبت۔ باتوں میں علمیت اور ذہانت کے ساتھ وہی بھولا پن اور سادگی۔ وہی غایت کرم اور توجہ۔ سمدھیانہ میں شادی کا ہنگامہ بپا تھا اس لئے شب غریب خانہ پر ہی بسر کی۔ احمد آباد سے بھی وقتاً فوقتاً خط لکھتے رہتے تھے اور اُس میں بھی وہی مشفقانہ اور بزرگانہ انداز ہوتا تھا۔ میرے اور اپنے خانگی معاملات پر اس طرح گفتگو کرتے تھے کہ گویا ہم دونوں قریبی رشتہ دار ہوں۔ ان ذاتی اخلاق کے علاوہ بڑے متشرع اور متدین تھے، دو راتیں میرے مکان پر گذاریں مگر اُن میں بھی مسافر ہوتے کے باوجود تہجد کی نماز ادا کی اور حسب معمول اوراد و وظائف کا ورد کیا۔ حق تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ اب ایسے بزرگوں سے دنیا خالی ہوتی جا رہی ہے۔ آئندہ ان کے دیکھنے کو آنکھیں ترسیں گی اور یہ لوگ کہیں نہ ملیں گے۔

پچھلے دنوں وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے جلسہ میں اقلیتوں کے تحفظ اور اردو زبان سے متعلق اس قدر صاف اور جرأتمندانہ تقریر کی کہ خود اقلیتوں کے بعض لیڈر اور اردو کے بہت سے حامی بھی اس صفائی کے ساتھ نہیں کہہ سکتے۔ پنڈت جی کی یہ تقریر اور اس کے بعد کانگریس ورکنگ کمیٹی کی تجویز ان دونوں نے اردو تحریک کو دنیا کی ایک ایسی اہم تاریخی دستاویز بنا دیا ہے کہ اب بڑے سے بڑا متعصب اور مخالف بھی اُس کی صداقت میں شبہ نہیں کر سکتا یعلاقی اعتبار سے اردو تحریک کی یہ اتنی بڑی کامیابی اور فتح ہے کہ ایک جمہوریت میں اس سے بڑی فتح کا تصور نہیں کیا جا سکتا اب رہی یہ بات کہ عملاً اس تجویز کا اور پنڈت جی کی تقریر کا اثر کیا ہوگا؟ تو جو لوگ اس رمز سے آشنا ہیں کہ یہ دونوں چیزیں کن تاریخی اور سماجی عوامل کا نتیجہ ہیں ان کو اس میں ذرا شبہ نہیں ہو سکتا کہ یہ بے اثر نہ رہیں گی اور ان کا عملی نتیجہ یقیناً امید افزا ہوگا۔ یہ جو کچھ ہوا صرف اُردو کی فتح نہیں ہے بلکہ ملک میں صحیح جمہوری زندگی کا نمونہ ہوگا جو احساس پیدا ہو رہا ہے اس کا ایک نشان ہے اور یہ ملک کے مستقبل کے روشن ہونے کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔